مطالعہ پاکستان (لازمی)	جماعت دہم	پرچہ II: (انشائیہ طرز)
وقت: 1.45 گھنٹے	ماڈل پیپر 2	کل نمبر: 40

(حصہ اوّل)

2- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت کے شروع کیے گئے پانچ منصوبوں کے نام لکھیے۔

جواب: پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت کے شروع کیے گئے پانچ منصوبے درجِ ذیل ہیں:

1- دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر
2- احساس پروگرام
3- نوجوان ہنرمند پروگرام
4- نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام
5- پلانٹ فار پاکستان (10 بلین ٹری پروگرام)

(ii) موٹروے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: موٹروے کے ذریعے آمدورفت میں انتہائی آسانی ہوگئی ہے۔ اس کے ذریعے سے شہروں کے درمیان فاصلہ کم ہوگیا ہے اور زرعی اجناس کی منڈیوں تک رسائی آسان ہوگئی ہے۔

(iii) ذوالفقار علی بھٹو کی زرعی اراضی کی مقررہ حدود بتائیے۔

جواب: ذوالفقار علی بھٹو نے زرعی اراضی کی ملکیتی حد کم کر کے 150 ایکڑ نہری جبکہ 300 ایکڑ بارانی مقرر کردی۔

(iv) دوسری ترمیم 1974ء میں کیا کہا گیا؟

جواب: دوسری آئینی ترمیم 1974ء میں کہا گیا کہ نبوت کا جھوٹا دعوے دار یا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔

(v) گوادر کی بندرگاہ کی اہمیت کو تین سطروں میں تحریر کیجیے۔

جواب: چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبے کی بدولت گوادر کی بندرگاہ کو ترقی دے کر

فعال معاشی سرگرمیوں کا محور بنایا جا سکتا ہے، جس سے یورپ، امریکا اور دیگر کئی ریاستوں کی تجارتی آمد و رفت گوادر کی بندرگاہ کے ذریعے سے ممکن ہو جائے گی۔ اس طرح پاکستان معاشی سرگرمیوں کا مرکز بن جائے گا۔

(vi) مسئلہ فلسطین سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1948ء میں مغربی ممالک کے ایما پر فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے نام سے ایک ریاست قائم ہوئی۔ فلسطینیوں کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی، مگر اسرائیل نے اپنے علاقے پھیلانے شروع کر دیے۔ مسلمان ممالک خصوصاً عرب ممالک فلسطین کے بچاؤ کے لیے سرگرمِ عمل ہو گئے۔ کئی مرتبہ اسرائیل اور عربوں کے مابین باقاعدہ جنگ ہوئی، مگر عربوں کے درمیان اتحاد کی کمی اور دیگر وجوہات کی بنا پر عرب ممالک کامیاب نہ ہو سکے۔ اس طرح یروشلم سمیت اہم علاقے اسرائیل کے کنٹرول میں چلے گئے اور فلسطین کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اب بھی اقوامِ متحدہ، اسلامی دنیا اور بڑی طاقتوں کی طرف سے آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

(vii) سارک میں کتنے ممالک شامل ہیں؟ ان کے نام لکھیے۔

جواب: سارک میں آٹھ ممالک شامل ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

1- پاکستان	2- بھارت	3- بنگہ دیش	4- سری لنکا
5- نیپال	6- مالدیپ	7- بھوٹان	8- افغانستان

(viii) روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد پاکستان اور روس کے باہمی تعلقات کیسے رہے؟

جواب: روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد پاکستان اور روس کے تعلقات میں مزید بگاڑ پیدا ہو گیا۔ پاکستان نے کھل کر روسی قبضے کی مخالفت کی اور امریکہ اور مغربی ممالک کے تعاون سے افغان عوام کی مدد کی۔

(ix) چین، پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے (CPEC) کا مقصد تحریر کیجیے۔

جواب: چین، پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ (CPEC) بہت بڑا تجارتی منصوبہ ہے جس کا مقصد جنوب مغربی پاکستان سے چین کے شمال مغربی علاقے سنکیانگ تک گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے سے تیل اور گیس کی کم وقت میں ترسیل ہے۔ اقتصادی راہداری دونوں ممالک کے تعلقات میں مرکزی اہمیت کی حامل تصور کی جاتی ہے۔

3- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) افرادی قوت سے کیا مراد ہے؟ اس میں کون سے لوگ شامل ہوتے ہیں؟

جواب: افرادی قوت یا ورک فورس سے مراد 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے وہ افراد ہیں، جو کمانے کے اہل ہوں۔ ان میں برسرِ روزگار اور بے روزگار دونوں طرح کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ یہ معیشت کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سارے کمانے والے لوگ، تمام بے روزگار، پارٹ ٹائم ورکر اور تنخواہ دار لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو معیشت کو قابلِ فروخت اشیا و خدمات مہیا کرتے ہیں۔

(ii) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاکستان کی دفاعی صنعت بڑی پرانی اور اہم ہے۔ یہ ملکی ضروریات کے مطابق اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر دفاعی سامان تیار کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقی ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقی سے معاشی سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے اور ہزاروں افراد کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔

(iii) کولمبو پلان (Colombo Plan) کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: جون 1953ء تک زیادہ تر ترقیاتی کام ایک چھے سالہ منصوبے کے تحت انجام دیے گئے، جسے کولمبو پلان (Colombo Plan) کہا جاتا ہے۔

(iv) دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہم اہداف بیان کیجیے۔

جواب: اس منصوبے کے اہم اہداف میں قومی آمدنی کو 42 فی صد جبکہ فی کس آمدنی کو 12 فی صد تک بڑھانا؛ قومی بچتوں میں 10 فی صد جبکہ برآمدات میں 30 فی صد اور غذائی پیداوار میں 21 فی صد تک اضافہ کرنا وغیرہ شامل تھے۔

(v) جپسم سے متعلق مختصر نوٹ تحریر کیجیے۔

جواب: جپسم ایک کارآمد اور مفید پتھر ہے، جو صنعت اور زراعت دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زراعت میں اسے سیم و تھور کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کیمیائی کھاد، سیمنٹ، کاغذ اور روغن تیار کرنے کی صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

(vi) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہم نصابی سرگرمیاں، جیسا کہ کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ، طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار ہوتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتیں موجود نہ ہیں، جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

(vii) کوئی سے تین پنجابی شعرا کے نام لکھیے۔

جواب: تین پنجابی شعرا کے نام درج ذیل ہیں:

1- بابا فرید الدین گنج شکرؒ 2- بابا بلھے شاہؒ 3- شاہ حسینؒ

(viii) آبادی سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی ملک، علاقے یا جگہ پر موجود لوگوں کی تعداد کو آبادی کہتے ہیں۔

(ix) شہری علاقوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: شہری علاقوں سے مراد وہ علاقے ہیں، جن کا نظم و نسق میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل

کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، ٹاؤن کمیٹی یا کنٹونمنٹ بورڈ وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔ شہری آبادی میں دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں بجلی، گیس، سڑکوں، تعلیم، صحت اور تجارتی مراکز وغیرہ کی سہولتیں نہ صرف بہت زیادہ، بلکہ بہتر بھی ہوتی ہیں۔

(حصّہ دوم)

نوٹ: کوئی سے دو (2) سوالات کے جوابات لکھیے۔

سوال:4- جنرل پرویز مشرف کی صنعتی، معاشی اور معاشرتی اِصلاحات بیان کیجیے۔ (8)

جواب:
جنرل پرویز مشرف کی صنعتی، معاشی اور معاشرتی اِصلاحات

12 اکتوبر، 1999ء کو جنرل پرویز مشرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر کے پاکستان کے چیف ایگزیکٹو بن گئے اور 20 جون، 2001ء کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور نئی انتظامیہ تشکیل پائی۔ جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ سے تین برس کے لیے حکومت کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ اُنھوں نے ملک میں جلد انتخابات کرانے کا وعدہ بھی کیا۔ جنرل پرویز مشرف کی اہم اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1- صنعتی اِصلاحات:

جنرل پرویز مشرف نے ملک کو معاشی ترقّی کی راہ پر گامزن کرنے اور ملک میں صنعتی ترقّی کے عمل کو تیز کرنے کے لیے متعدد اقدامات اُٹھائے، جن میں صنعتوں کی بحالی اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے علاوہ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنا بھی شامل ہیں۔ مشرف دورِ حکومت میں ملک میں کئی نئی صنعتیں بھی قائم کی گئیں، جن میں موٹر گاڑیوں کی صنعت، موٹر سائیکل کی صنعت، چینی کی صنعت، کیمیکل کی صنعت، بنیادی ضروریات کا سامان بنانے کی صنعتیں، بجلی کا سامان بنانے کی صنعت، سیمنٹ کی صنعت اور فولاد سازی کی صنعت قابلِ ذکر ہیں۔ ان صنعتوں کے قیام سے

پاکستانی معیشت میں بہتری آئی۔ بجلی کی مسلسل فراہمی کے لیے تھرمل پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ اس دوران میں جی۔ ڈی۔ پی (G.D.P) میں صنعتوں کا حصہ 13 فی صد کے لگ بھگ رہا۔ جنرل پرویز مشرف نے نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے نجکاری کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے بڑی صنعتیں نجکاری کے ذریعے سے نجی شعبے کے حوالے کرنے کے عمل کو فعال بنایا۔ اس طرح تعلیمی ادارے، پی ٹی سی ایل اور مالیاتی اداروں کی نجکاری عمل میں لائی گئی۔ ان کوششوں کا مقصد ملکی معاشی ترقی کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

2- معاشی اصلاحات:

جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں تمام تر حکمتِ عملی معاشی ترقی کی سمت رہی۔ جنرل پرویز مشرف نے جب اقتدار سنبھالا اُس وقت پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے عالمی ردِ عمل کی وجہ سے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکا کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے، بھارت کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں اور افغانستان میں خانہ جنگی کے باوجود پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال بہتر رہی۔ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث پاکستان اہمیت اختیار کر گیا۔ مغربی ممالک کی امداد کے باعث پاکستان کی معیشت کو سہارا ملا اور معاشی ترقی کی رفتار قریباً سات (7) فی صد رہی۔ مجموعی طور پر اس دور کو معاشی لحاظ سے مستحکم دور کہا جا سکتا ہے۔

3- معاشرتی اصلاحات:

جنرل پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جیسی اصطلاحات کا بہت چرچا رہا۔ اُس نے پاکستان میں آزادانہ پالیسی اختیار کی۔ یہ وہ دور تھا جب ایک جانب افغانستان میں سوویت یونین کے بعد امریکا کی مداخلت نے حالات خراب کیے تو دوسری طرف ملک میں انتہا پسندی اور شدت پسندی کا زور تھا۔ ملک میں بہت سے نجی ٹیلی ویژن چینلز متعارف

کرائے گئے، کئی اخبارات اور نئے رسائل کا اجرا کیا گیا۔ ایئر فورس میں پہلی بار فلائنگ فائٹر کی حیثیت سے خواتین کو شامل کیا گیا۔ آرمی میں میڈیکل کور کے علاوہ پہلی بار بحیثیت کیڈٹ اور انجینئر خواتین کی بھرتی کی گئی۔ خواتین کو بطور "ٹریفک وارڈن" بھرتی کیا گیا۔ ایک خاتون ڈاکٹر شمشاد اختر کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا۔ مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں مخصوص کی گئیں۔ خود کفالت اور روزگار سکیم کے تحت خواتین کو بینکوں سے آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

سوال :5- مسئلہ کشمیر کو پاک بھارت تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ بحث کریں۔ **(8)**

جواب :

مسئلہ کشمیر

مسئلہ کشمیر کی ابتدا:

1- پاکستان اور بھارت دونوں مسئلہ کشمیر پر ایک بنیادی نظریے پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے وقت جموں و کشمیر برطانوی راج کے قبضے میں ایک ریاست تھی۔ جب ہندوستان کو تقسیم کیا جا رہا تھا تو جن علاقوں میں مسلم اکثریت تھی، وہ علاقے پاکستان اور جہاں ہندو اکثریت تھی، وہ علاقے بھارت کو دیے گئے۔ کشمیر میں اکثریتی آبادی تو مسلمان تھی، لیکن یہاں کا حکمران ایک ہندو ڈوگرا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ بھارت کے ساتھ اس ریاست کا الحاق ہو جائے، لیکن تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ آج بھی کشمیر میں مسلمان زیادہ ہیں، اس لیے پاکستان اسے اپنا حصہ سمجھتا ہے اور بھارت یہ سمجھتا ہے کہ اس پر ہندو ڈوگرا حکمران تھا، جو بھارت سے الحاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے یہ بھارت کا حصہ ہے۔

2- قیامِ پاکستان کے وقت ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے، لیکن وہاں کا حکمران بھارت سے الحاق کا خواہش مند تھا۔ اس نے

عوام کی خواہشات کے برعکس کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر کے یہاں بھارت کا تسلط قائم کروا دیا۔ اس پر کشمیری مسلمانوں نے علَمِ جہاد بلند کر دیا اور وادیِ کشمیر کے قریباً ایک تہائی حصّے کو بھارتی فوجوں سے آزاد کرا لیا۔

اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں و کشمیر پر اس کا اعلامیہ:

1- جب بھارتی فوجیں کشمیری مجاہدین کے قبضے سے علاقہ چھیننے میں ناکام ہو گئیں تو بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ بھارت نے وہاں یہ مؤقف اختیار کیا کہ کشمیر کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا تھا، اس لیے یہ علاقہ بھارت کا حصّہ ہے۔ بھارت نے مزید دعویٰ کیا کہ پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا ہے، جس کا مطلب بھارت پر حملہ ہے۔

2- پاکستان نے کشمیر کی بھارت کے ساتھ الحاق کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق اس کے راجا کو نہیں، بلکہ وہاں کے عوام کو ملنا چاہیے۔

سلامتی کونسل نے 1949ء میں ایک قرارداد کے ذریعے سے کشمیر میں جنگ بندی کی اپیل کی۔ چنانچہ اس قرارداد کے بعد جنگ بندی عمل میں آئی۔ سلامتی کونسل نے اپنے اعلامیے میں پاکستان کے اس مؤقف کو تسلیم کر لیا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق ہو گا اور اس مقصد کے لیے اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی استصوابِ رائے (Plebiscite) کرایا جائے گا۔

3- سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو پاکستان اور بھارت دونوں نے منظور کر لیا۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے پہلے حصے پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں مقررہ تاریخ کو جنگ بند ہو گئی اور جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی لائن کی نگرانی کے لیے اپنے مبصر مقرر کر دیے۔

بھارت کا استصوابِ رائے سے انکار:

1- ان ابتدائی مسائل کے طے ہو جانے کے بعد توقع کی جارہی تھی کہ اقوامِ متحدہ اپنی زیرِ نگرانی کشمیر میں استصوابِ رائے کا بندوبست کرے گا۔ اقوامِ متحدہ نے اس سمت کچھ کوششیں بھی کیں۔ لیکن اس معاملے میں بھارت کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصوابِ رائے کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنا شروع کر دیں۔

2- بھارت کو علم تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے، لہٰذا اس نے کشمیر میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے تمام عہدوں پر اپنے لوگوں کو مقرر کرنا شروع کر دیا۔ وہاں کثیر تعداد میں فوج متعین کر دی۔ اس طرح صورتِ حال قابو میں لانے کے لیے بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصوابِ رائے سے صاف انکار کر دیا۔

اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی آمد:

1- سلامتی کونسل نے اپنی منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد کرانے کے لیے کئی کوششیں کیں، تا کہ بھارت کو استصوابِ رائے پر آمادہ کیا جا سکے، جس کو خود بھارت تسلیم کر چکا۔

2- اس مقصد کے لیے 1957ء میں اقوامِ متحدہ نے ایک نمائندے کو مسئلہ کشمیر کا جائزہ لینے کی غرض سے بھارت اور پاکستان بھیجا۔ سلامتی کونسل کے اس نمائندے کو پاکستان نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی، لیکن بھارت نے قرارداد پر عمل درآمد کے سلسلے میں کسی قسم کے تعاون سے صاف انکار کر دیا۔ وہ آج تک سلامتی کونسل کی کسی قرارداد پر عمل درآمد کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنے اس وعدے کو بھلا دیا ہے، جو اس نے سلامتی کونسل اور کشمیر کے عوام سے کیا تھا۔

موجودہ صورتِ حال:

1- مسئلہ کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان دیرینہ حل طلب تنازع ہے۔ کشمیر کے معاملے پر

پاکستان اور بھارت کے مابین کئی جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی سرحد' جسے لائن آف کنٹرول کہا جاتا ہے' پر بھی گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جس میں اکثر شہری آبادی نشانہ بنتی رہتی ہے۔

2- مسئلہ کشمیر اب بھی جوں کا توں ہے' جو عالمی امن کے لیے خطرہ ہے۔ عالمی امن برقرار رکھنے کے لیے اس کا حل ناگزیر ہے۔

سوال:6- نوٹ لکھیے: **(4,4)**

(الف) معاہدہ سندھ طاس

(ب) پاکستانی معاشرے کے مسائل اوران کا حل

جواب:

(الف) معاہدہ سندھ طاس

1948ء میں بھارت نے اُن پاکستانی نہروں کا پانی روک لیا' جن کے سرچشمے بھارت میں واقع تھے۔ ان نہروں میں دریائے راوی سے نکلنے والی اپر باری دوآب (مادھوپور بیراج) اور دریائے ستلج سے نکلنے والی نہر دیپال پور (فیروزپور بیراج) شامل ہیں۔ پاکستان نے یہ مسئلہ عالمی سطح پر اُٹھایا' چنانچہ عالمی طاقتوں کی زیرِ نگرانی پاکستان اور بھارت کے مابین ستمبر 1960ء میں معاہدہ سندھ طاس معرضِ وجود میں آیا۔ اس معاہدے کی رُو سے تین مشرقی دریا: راوی' ستلج اور بیاس بھارت کے حصے میں آئے۔ تین مغربی دریا سندھ' چناب اور جہلم پاکستان کی تحویل میں دے دیے گئے اور ان پر پاکستان کے مکمل حقوقِ ملکیت کو تسلیم کر لیا گیا۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر ایک نیٹ ورک تشکیل دیا گیا' جس کی رُو سے پاکستان کو مالی معاونت کے علاوہ ضروری تکنیکی رہنمائی بھی فراہم کی گئی۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل حکمتِ عملی تشکیل دی گئی:

(i) دریائے جہلم پر منگلا اور دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم کی تعمیر کے علاوہ 5 لاکھ ایکڑ فٹ پانی

چشمہ بیراج پر سٹور کرنا۔

(ii) پرانے بیراجوں کی اصلاح اور مناسب جگہوں پر نئے بیراجوں کو تعمیر کرنا۔

(iii) دریاؤں کو آپس میں جوڑنے کے لیے رابطہ انہار کو تعمیر کرنا۔

ہمارے مشرقی دریا، جو معاہدہ سندھ طاس کے تحت اب بھارت کی ملکیت ہیں، بھارت کی تحویل میں آنے سے پہلے ہمارے لگ بھگ 8 ملین ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کر رہے تھے۔ اگر ہم ان دریاؤں کو پانی فراہم کرنے کے لیے رابطہ انہار کی تعمیر نہ کرتے تو یہ علاقہ نہ صرف بنجر ہو جاتا، بلکہ لوگوں کو پینے کے پانی کے حصول میں بھی مشکل پیش آتی۔

سندھ طاس معاہدہ کے تحت سول ورکس کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پاکستان اس معاہدے کے حوالے سے ہمیشہ مخلص رہا ہے اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوا جبکہ بھارت ہمارے دریاؤں کے بالائی حصہ پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہمارے دریاؤں سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

(ب) پاکستانی معاشرے کے مسائل اور اُن کا حل

پاکستانی معاشرے میں زیادہ تر درجِ ذیل بنیادی مسائل پائے جاتے ہیں:

1- غربت و بے روزگاری:

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت اور بے روزگاری کے مسائل کا شکار ہے۔ ملک کی 38 فی صد سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہیں۔ غربت اور بے روزگاری سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جرائم جنم لیتے ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی سطح پر گھریلو اور نجی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، روزگار کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جائیں اور غریبوں کو آسان شرائط پہ قرضے دیے جائیں، تاکہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

2- کم شرحِ خواندگی:

پاکستان کی قریباً 40 فی صد آبادی بنیادی تعلیم سے محروم ہے۔ یہ ناخواندہ افراد انفرادی اور اجتماعی طور پر ملک کی تعمیر و ترقی میں پڑھے لکھے افراد جیسا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ پاکستان میں شرحِ تعلیم کو بڑھانے کے لیے حکومت ذمہ داری اور سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ نئے تعلیمی ادارے کھولے جا رہے ہیں اور پرانے تعلیمی اداروں کو اَپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔

3- صحت کے مسائل:

پاکستان میں بہت سے علاقوں کے لوگ علاج معالجے کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ دیہاتوں میں بالخصوص دورانِ زچگی میں اموات کی شرح زیادہ ہے۔ صحت کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ حکومت نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں بنیادی مراکزِ صحت قائم کیے ہیں۔ ہسپتالوں' ڈاکٹروں اور نرسوں وغیرہ کی تعداد کو بڑھایا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی ہیں' مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

4- آبادی کی شرح میں اضافہ:

پاکستان کا ایک اور گھمبیر معاشرتی مسئلہ آبادی کی شرح میں تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب ہجرت ایک مسئلہ ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے خوراک' صحت' تعلیم' بے روزگاری' ٹریفک اور ماحولیاتی آلودگی کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں' لیکن عوام کے تعاون کے بغیر اس مسئلے پر قابو پانا حکومت کے لیے بہت مشکل ہے۔